14

دعائیں کرو کہ خدا تعالیٰ آنے والی ہولناک تباہی سے دنیا کو بچالے

(فرمودہ 18؍اپریل 1941ء)

تشہد، تعوّذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:۔

''سب سے پہلے مَیں دوستوں کو پھر اس امر کی طرف توجہ دلاتا ہوں کہ یہ زمانہ نہایت ہی نازک ہے اور ہزاروں آدمیوں کی جانیں روزانہ ضائع جا رہی ہیں۔ عقلمند وہ ہوتا ہے جو دوسروں کی حالتوں کو دیکھ کر عبرت حاصل کرے۔ وہ شخص عقلمند نہیں ہوتا جو اس دن کا انتظار کرے جب مصیبت خود اس کو گھیر لے۔ کئی لوگ دوسروں کی مصیبتوں پر ہنسی اڑاتے رہتے ہیں۔ یہاں تک کہ خدا تعالیٰ کا عذاب خود انہیں پکڑ لیتا ہے تب وہ رونے اور پیٹنے لگتے ہیں اور خدا تعالیٰ کے حضور گریہ و زاری کرنے لگ جاتے ہیں۔ مگر ان کی اس وقت کی دعائیں قبول نہیں ہوتیں کیونکہ خدا تعالیٰ کے فرشتے کہتے ہیں کہ جب دوسرے مر رہے تھے اس وقت تو تم خوش تھے اور جب اپنے اوپر موت آنے لگی ہے تو رونے لگ گئے ہو۔ کیا وہ لوگ خدا تعالیٰ کے بندے نہیں تھے؟ پس ہرگز اس شخص کی دعا قبول نہیں ہوتی جو دوسروں کی موت پر خوش ہوتا یا اس کی پرواہ نہیں کرتا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ و السلام ایسے ہی لوگوں کے متعلق ایک واقعہ سنایا کرتے تھے۔ فرماتے تھے ایک دفعہ کہیں ہیضہ پڑا لوگ مرے اور بے تحاشا مرتے چلے گئے جب کسی شخص کا جنازہ آتا اور لوگ

نماز جنازہ کے لئے اکٹھے ہوتے تو ایک شخص صفوں میں کودتا پھرتا اور کہتا کہ لوگ بس کھاتے ہیں اور کھاتے چلے جاتے ہیں ذرا پرہیز نہیں کرتے۔ ہمیں دیکھو ہم تو بس ایک پھلکا کھاتے ہیں مگر لوگ ہیں کہ کھانے بیٹھتے ہیں تو ٹھونستے چلے جاتے ہیں۔ نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ ہیضہ سے مر جاتے ہیں۔ اب بجائے اس کے کہ اس کے دل میں جنازہ کو دیکھ کر خشیت پیدا ہوتی یا بجائے اس کے کہ اس کے دل میں مرنے والے کے اعزّاء و اقرباء کے متعلق ہمدردی کے جذبات پیدا ہوتے اور اسے خیال آتا کہ مجھے اس کے بیٹوں بھائیوں یا دوسرے رشتہ داروں کی دلجوئی کرنی چاہیئے وہ اور زیادہ ان کے زخموں پر نمک پاشی کرتا اور کہتا کہ یہ بڑا کھاؤ پیو اور بدپرہیز ہو گا تبھی ہیضہ سے ہلاک ہوا۔ آخر جس شخص کی لاش پڑی ہوئی ہوتی لازماً جنازہ میں زیادہ تر اسی کے رشتہ دار ہوتے ہوں گے۔ انہیں کیسی تکلیف ہوتی ہو گی کہ ایک تو ہمارے ہاں موت ہو گئی اور دوسرے ہمیں یہ سننا پڑا کہ وہ بڑا لالچی، حریص اور کھاؤ پیو تھا۔ آخر کچھ دنوں کے بعد ایک لاش آئی اور جنازہ کے لئے لوگ جمع ہوئے کسی نے پوچھا کہ یہ کس کا جنازہ ہے؟ انہی لوگوں میں ایک دل جَلا بھی بیٹھا تھا وہ کہنے لگا یہ اس ایک پُھلکا کھانے والے کا جنازہ ہے۔ تو جس قسم کا فقرہ کوئی شخص دوسروں کی مصیبت کے وقت استعمال کرتا ہے ویسا ہی فقرہ خدا تعالیٰ کے فرشتے اس کے لئے اس وقت استعمال کرتے ہیں جب وہ خود کسی مصیبت میں مبتلا ہوتا ہے۔ پھر وہ لوگ جو دوسروں کی مصیبت پر خوش ہوتے ہیں خود ان کی اپنی حالت یہ ہوتی ہے کہ جب ان پر کوئی مصیبت آتی ہے تو وہ حد سے زیادہ اس مصیبت پر شور مچانے اور چیخنے چلّانے لگ جاتے ہیں۔ ایک بے درد اور ظالم انسان جب دوسروں کے متعلق یہ سن کر کہ وہ لڑائی میں تباہ اور برباد ہوتے جا رہے ہیں خوش ہوتا ہے اور کہتا ہے کہ خوب ہوا۔ اس کا اپنا بیٹا جب پیٹ درد سے بیمار ہوتا ہے تو سارے محلہ کو وہ اپنے سر پر اٹھا لیتا ہے اور کہتا ہے ہائے مَیں مر گیا میرے پیٹ میں درد ہے جو اچھا ہونے میں نہیں آتا۔ اب کیا تم سمجھتے ہو کہ خدا تعالیٰ کے

فرشتے ایسے شخص کی فریاد خداتعالیٰ تک پہنچا کر اس کی سفارش کرتے ہوں گے اور کہتے ہوں گے کہ اس کے بچے کا پیٹ درد دور ہو جائے وہ تو اس پر لعنتیں ڈالیں گے کہ بدبخت تُو نے دوسروں کی موت کو تو بے حقیقت سمجھا اور اپنے بیٹے کے پیٹ درد پر شور مچاتا ہے۔اسی طرح خدا تعالیٰ کی طرف سے بھی اس پر برکت نہیں بلکہ لعنت نازل ہو گی کیونکہ وہ دوسروں کی تکالیف سے تو متاثر نہ ہوا اور اپنی معمولی سی تکلیف نے بھی اسے بے چین بنا دیا۔

پس مومن کو ہمیشہ اپنے اندر خشیتُ اللہ پیدا کرنی چاہئے او رجب دنیا میں آفات آئیں تو ان سے ڈر جانا چاہئے۔ہم میں سے کون ہے جو محمد ﷺ سے زیادہ خدا تعالیٰ کے عذابوں سے محفوظ ہو اور ہم میں سے کون ہے جو اللہ تعالیٰ کے فضلوں کا رسول کریم ﷺ کی طرح وارث ہو؟ ہم تو عُشر عشیر کیا ہزارویں بلکہ لاکھویں حصہ کے برابر بھی اللہ تعالیٰ کے ان فضلوں کے وارث نہیں ہو سکتے جن فضلوں کے رسول کریم ﷺ وارث ہیں اور نہ ہم عذابوں سے اس طرح محفوظ ہیں جس طرح رسول کریم ﷺ محفوظ تھے مگر رسول کریم ﷺ کی شان دیکھو جب بادل آتے، بجلی چمکتی اور بادل گرجتے تو آپ گھبرا کر کبھی اپنے کمرہ کے اندر تشریف لے جاتے اور کبھی باہر نکلتے۔ایک دفعہ کسی نے پوچھا یَا رَسُوْلَ اللہ! یہ آپ کیا کرتے ہیں کہ بادل آنے پر آپ گھبرا کر کبھی کمرہ کے اندر تشریف لے جاتے ہیں اور کبھی باہر آتے ہیں۔آپ نے فرمایا کہ ایسے ہی بادلوں سے کبھی کبھی خدا تعالیٰ کا غضب نازل ہو جاتا ہے۔[1] غور کرو کتنی بڑی خشیت الٰہی ہے جو آپ کے قلب میں تھی حالانکہ آپ خدا تعالیٰ کے نبی تھے اور دوسروں کو اللہ تعالیٰ کے عذابوں سے ڈرانے آئے تھے۔اگر بِالفرض عذاب نازل بھی ہوتا تو وہ دوسروں کے لئے عذاب ہوتا آپ کے لئے نہیں۔مگر وہ جن پر عذاب نازل ہو سکتا تھا وہ تو اپنے گھروں میں مطمئن بیٹھے رہتے تھے اور وہ جس کی تائید کے لئے غضبِ الٰہی نازل ہونا تھا وہ گھبرا کر کبھی اندر جاتا اور کبھی باہر آتا اور اس وقت تک گھبراہٹ دور نہ ہوتی جب تک

بادل برس نہ جاتا۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ کے فضلوں کی محبت آپ میں ایسی بڑھی ہوئی تھی کہ ایک دفعہ بادل کچھ عرصہ تک رکے رہے اور بارش نہ ہوئی۔ کچھ مدت کے بعد ایک دن آسمان پر بادل چھایا، کڑکا ہوا اور بارش کا ایک چھینٹا پڑا۔ آپ صحن میں تشریف لائے اور اپنی زبان نکال کر اس پر بارش کا چھینٹا لیا اور فرمایا کہ یہ میرے رب کا تازہ فضل ہے۔2 یہ ہے مومن کی علامت جس کے نتیجہ میں خدا کا فضل نازل ہوتا اور انسان اس کے غضب سے بچ جاتا ہے۔ مگر وہ شخص جو اللہ تعالیٰ کے بڑے بڑے فضلوں کی کوئی قدر نہیں کرتا جو امن کے بیسیوں سالوں کی اتنی بھی قیمت نہیں سمجھتا جتنی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بارش کے ایک قطرہ کی قیمت سمجھی اسے اللہ تعالیٰ کے غضب سے ڈرنا چاہیئے۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم تو بادل کی ایک کڑک سے خوف زدہ ہو جاتے تھے اور خیال کرتے تھے کہ ایسا نہ ہو کہ اس کڑک کے پیچھے اللہ تعالیٰ کا کوئی غضب مخفی ہو مگر تم وہ ہو کہ تمہاری آنکھوں کے سامنے ہزاروں لوگ ہلاک ہو رہے ہیں، ہزاروں شہر برباد ہو رہے ہیں، ہزاروں جانیں ضائع جا رہی ہیں، بڑی خوفناک تباہی اور بربادی ہے جو دنیا پر چھائی ہوئی ہے۔ مگر تمہیں اس کی ذرہ بھی پرواہ نہیں اور تم اس دن کا انتظار کر رہے ہو جب تمہارے شہروں پر بم گریں، تمہارے گھر برباد ہوں، تمہارے بیٹے ہلاک ہوں اور تم خود اپنی آنکھ سے ان نظاروں کو دیکھو۔ پس یہ دن بڑی تباہی اور بربادی کے ہیں اور ان میں بڑی خشیت اور بڑی انابت سے کام لینے کی ضرورت ہے۔ مومن کو یہ ہرگز نہیں دیکھنا چاہیئے کہ یہ بلا اس پر نہیں بلکہ دوسروں پر وارد ہے۔ کیا محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے بادل دیکھ کر گھبراہٹ اس لئے ظاہر کی تھی کہ آپ نَعُوْذُ بِاللهِ ڈرتے تھے کہ کہیں خدا تعالیٰ کا عذاب مجھ پر نازل نہ ہو جائے۔ آپ جانتے تھے کہ عذاب اگر نازل ہو گا تو دوسروں پر ہی ہو گا۔ مگر آپ یہ بھی جانتے تھے کہ مَیں بھی اسی دنیا میں ہوں جس میں میرے دوسرے بھائی ہیں اس لئے آپ گھبراتے تھے اور اضطراب کے عالَم میں کبھی کمرہ کے اندر تشریف لے جاتے

تھے اور کبھی باہر آتے تھے۔ پھر ہم جو آپ کے متبعین ہیں کیا اتنے بڑے غضب کے نازل ہونے پر جو فی الواقع نازل ہو چکا ہے اور بڑھتا چلا جا رہا ہے خوش ہو سکتے ہیں؟ اور کہہ سکتے ہیں کہ ہمیں اس کی کیا پرواہ ہے۔ یہ عذاب دوسروں پر ہے ہم پر تو نہیں۔ کیا جس گھر میں آگ لگی ہوئی ہو اس کا ساکن اس بات پر خوش ہو سکتا ہے کہ آگ ابھی فلاں کمرہ میں ہے فلاں کمرہ میں نہیں۔ پھر ہم کس طرح مطمئن ہو سکتے ہیں جبکہ ہم یہ دیکھ رہے ہیں کہ دنیا کے ایک حصہ پر ایسا غضب نازل ہو رہا ہے جس کی مثال دنیا میں نہیں ملتی۔ اس عذاب کی بالکل وہی کیفیت ہے جو قرآن کریم نے اس جگہ بیان فرمائی ہے جہاں عیسائیوں کے مائدہ مانگنے کا ذکر ہے۔ وہاں اللہ تعالیٰ نے یہ فرمایا تھا کہ اگر ان لوگوں نے میرے مائدہ کی ناقدری کی تو مَیں ان پر ایسا عذاب نازل کروں گا جس کی مثال روئے زمین پر اس سے پہلے کبھی نظر نہ آئی ہو گی۔3 یہ عذاب آج ہم اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں اور دنیا اس بات کا اقرار کر رہی ہے کہ اس سے پہلے دنیا پر اتنی بڑی تباہی کبھی نہیں آئی۔

قرآن کریم کی صداقت کا اس سے بڑھ کر اور کیا ثبوت ہو سکتا ہے کہ وہی الفاظ جو قرآن کریم نے استعمال کئے ہیں آج عیسائی قریباً روزانہ استعمال کرتے اور اس بات کا اقرار کرتے ہیں کہ دنیا پر وہ عذاب نازل ہے جس کی نظیر تاریخ پیش کرنے سے قاصر ہے اور یہ ایک بار نہیں، دو بار نہیں، تین بار نہیں، ہزاروں بار اعتراف کیا جا چکا ہے۔ پھر صرف آسٹریلیا میں نہیں، صرف امریکہ میں نہیں، صرف کینیڈا میں نہیں، بلکہ ہر ملک میں اس بات کو تسلیم کیا گیا ہے کہ آج زمین پر خدا تعالیٰ کا وہ قہر اترا ہوا ہے اور وہ تباہی اور بربادی ہو رہی ہے جس کی مثال نہیں ملتی۔

پس ایسے موقع پر بہت دعاؤں کی ضرورت ہے اور اگلے چھ ماہ نہایت خطرناک ہیں۔ اگر دنیا اگلے چھ ماہ کی ہولناک تباہی سے بچ جائے تو سمجھ لو کہ خداتعالیٰ نے اپنے بندوں پر ایسا کرم فرمایا کہ جس کی کوئی نظیر نہیں۔ جس طرح اس عذاب کی پہلے کوئی مثال نہیں ملتی۔ اسی طرح اگر اگلے چھ ماہ خیریت سے گزر جائیں

تو اللہ تعالیٰ کے اس کرم کی بھی پہلے کوئی مثال نہیں ملے گی۔ کیونکہ اتنے بڑے غضب کے بعد دنیا کو بچا لینا اسی رحیم کریم خدا کا ہی کام ہو سکتا ہے۔ کسی انسان کی طاقت میں یہ بات نہیں کہ وہ اس عذاب کو دور کر سکے۔ پس دعائیں کرو اور بہت دعائیں کرو تا اللہ تعالیٰ کے فضلوں کے تم وارث بنو اوراس بات کو اچھی طرح یاد رکھو کہ جو شخص دوسروں پر رحم کرتا ہے اس پر بھی رحم کیا جاتا ہے۔ اور جو شخص دوسروں کی طرف سے اپنے دل کو سخت کر لیتا ہے اس کی طرف سے بھی خدا اور اس کے فرشتے اپنے دل کو سخت کر لیتے ہیں۔

اس کے بعد میں اس امر کی طرف احباب جماعت کو توجہ دلانا چاہتا ہوں کہ جیسا کہ مجلس شوریٰ کے موقع پر مَیں نے بیان کیا تھا اس جنگ میں ہماری جماعت کے بھی بہت سے دوست شامل ہیں۔ مَیں ابھی جمعہ کے لئے آ رہا تھا کہ مجھے ایک احمدی دوست کا جو اسی جنگ میں ایک مقام پر گیا ہوا ہے تار ملا کہ میرے لئے دعا کی جائے۔ مجھے اس تار کو پڑھ کر خیال آیا کہ ہمارے وہ احمدی بھائی جو ہزاروں ہزار میل دور اس خطرناک جنگ میں شامل ہیں۔ کس طرح یہ امیدیں باندھے ہوئے ہوں گے کہ رات اور دن ان کی کامیابی کے لئے دعائیں کی جاتی ہوں گی مگر تم، ہاں تم اپنے دلوں میں غور کرو کہ کیا تم ان کی امیدوں کو پورا کر رہے ہو، کیا تم ان کی حُسنِ ظنیوں کو پورا کر رہے ہو اور کیا تم واقعی ان کے لئے دن اور رات ایک اضطراب کے عالم میں دعائیں مانگتے رہتے ہو؟ وہ ان مقامات پر ہیں جہاں چاروں طرف بم برس رہے ہیں، جہاں ہزاروں آدمی ایک ایک دن میں ہلاک ہو رہے ہیں اور جہاں بعض دفعہ ایک ایک بم ایسا گرتا ہے کہ وہ پچھتر پچھتر اور سَو سَو گز زمین کو اڑا کر لے جاتا ہے۔ ایسے خطرہ کے مقام پر گیا ہوا ہر احمدی تم میں سے ہر شخص کے متعلق یہ امید رکھتا ہے کہ تم قادیان میں بیٹھے ہوئے اس کے متعلق دعائیں کر رہے ہو گے۔ پھر کیسا بدقسمت ہے وہ انسان کہ جس کے اپنے بھائی جنگ میں شامل ہوں اور پھر بھی وہ لوگوں کی موت پر خوش ہو پھر بھی وہ اس بربادی پر ہنسے اور

پھر بھی یہ کہتے ہوئے اسے شرم نہ آئے کہ خوب مزا آیا۔ کیا ایسے شخص سے زیادہ سنگدل اور قسیّ القلب کوئی اور انسان ہو سکتا ہے؟ اور کیا اس سے بھی زیادہ خدا تعالیٰ کے غضب کو بھڑکانے والا کوئی اور ہو سکتا ہے؟

پس ان کی اس حُسنِ ظنی کو دیکھو، ان کے اس اعتماد کو دیکھو، ان کے اس یقین کو دیکھو اور اپنے میں سے بعض کے اس ظالمانہ فعل کو دیکھو کہ جب ہزاروں ہزار میل دور ایک شخص اپنی حفاظت کا ذریعہ ان کی دعاؤں کو سمجھ رہا ہے تو وہ ایسے افعال کر رہے ہوں جو ان کی پوری بے دردی اور ظالمانہ رویّہ کو ظاہر کرنے والے ہوں۔ آجکل تو ہمارے دلوں میں ایک لمحہ کے لئے بھی چین نہیں ہونا چاہئے اور ہر وقت دعائیں ہماری زبان پر جاری رہنی چاہئیں۔ کُجا یہ کہ ہم ہلاک ہونے والوں کی ہلاکت کی خبریں مزے لے لے کر پڑھیں اور اپنی مجلسوں میں کہیں کہ خوب ہوا۔

میری اپنی یہ حالت ہے کہ جب مَیں رات کو لیٹتا ہوں تو میرا دل دھڑکنے لگ جاتا ہے اور گھنٹوں میری نیند اڑ جاتی ہے اور مَیں دعائیں کرنے لگ جاتا ہوں۔ مگر باوجود ان دعاؤں کے میرا دل تسلی نہیں پاتا کہ مَیں خدا کے حضور سرخرو ہو گیا ہوں اور مجھے کبھی اطمینان نہیں ہوا کہ اس خطرہ اور مصیبت میں مبتلا بھائیوں کے لئے میں نے ویسی ہی دعائیں کی ہیں جیسی مجھ سے امید کی جا سکتی تھی۔

اس کے بعد میں ایک اَور شکایت کی طرف توجہ کرتا ہوں جو آج ہی میرے سامنے پیش ہوئی ہے اور وہ یہ کہ محلہ مسجد فضل میں بِالعموم لوگ نماز باجماعت کے تارک ہیں۔ (یہ محلہ دار الفضل نہیں بلکہ وہ محلہ ہے جسے مقامی لوگ ارائیوں کا محلہ کہتے ہیں) اور جب ان سے پوچھا جاتا ہے کہ تم نماز میں کیوں شامل نہیں ہوتے تو کوئی کہتا ہے کہ میری فلاں سے لڑائی ہے کوئی کہتا ہے مجھے فلاں نے کھانے کی پرچی نہیں دی تھی۔ غرض کوئی کسی وجہ سے اور کوئی کسی وجہ سے مسجد میں نماز پڑھنے کے لئے نہیں آتا۔ اگر یہ شکایت صحیح ہے تو مجھے مسجد فضل کے حلقہ کے احمدیوں پر نہایت ہی تعجب ہے۔ نماز اور پھر باجماعت نماز اللہ تعالیٰ کے خاص

فضلوں میں سے ایک فضل ہے اور اس نے اپنے بندوں پر یہ بہت بڑا احسان کیا ہے کہ انہیں پانچ وقت اپنے حضور حاضر ہونے کا شرف بخشا ہے۔ ان پانچ وقتوں میں اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کے لئے دعاؤں کی قبولیت کا موقع بہم پہنچایا ہے اور اس حضوری کا مقام اس نے مسجد کو قرار دیا ہے۔ پس سوائے بیمار اور معذور کے ہر وہ شخص جو نماز کے لئے مسجد میں حاضر نہیں ہوتا وہ گویا خدا کے حضور حاضر نہیں ہوتا۔ آخر خدا کوئی مادی یا جسمانی چیز تو ہے نہیں کہ تم یہ خیال کر لو کہ ہم اس جسمانی چیز کے پاس جس وقت چاہیں گے پہنچ جائیں گے۔ وہ ہمیشہ اپنی صفات کے ظہور سے ہی نظر آتا ہے اور وہ یُوں تو اپنی قدرت سے ہر جگہ ہے اور کوئی مقام ایسا نہیں جہاں خد اتعالیٰ کی قدرت کا اظہار نہ ہو مگر اس کا ہر جگہ ہونا ہمارے لئے کارآمد نہیں ہو سکتا جب تک ہم اس جگہ نہ جائیں جہاں اس نے حاضر ہونے کا حکم دیا ہوا ہے۔

پس جب تک انسان اس جگہ حاضر نہ ہو جس جگہ کے متعلق خدا تعالیٰ نے یہ کہا ہے کہ مَیں وہاں اپنا جلوہ دکھاؤں گا اس وقت تک وہ خدا تعالیٰ کے جلوے کو دیکھ نہیں سکتا کیونکہ خدا تعالیٰ نے ہی یہ فرمایا ہے کہ وہ اپنا جلوہ فرض نمازوں میں مسجد میں ظاہر کرتا ہے اور گو خدا تعالیٰ ہر جگہ ہے مگر اس کا یہ فرمانا ایسا ہی ہے جیسے کوئی بادشاہ کہہ دے کہ فلاں مقام پر سب لوگ جمع ہوجائیں مَیں وہاں آؤں گا۔ اب اگر کوئی شخص اس جگہ نہ جائے اور کہیں اور چلا جائے اور یہ خیال کرے کہ مَیں بادشاہ سے ملاقات کر لوں گا تو وہ حماقت کا ارتکاب کرے گا۔ اسی طرح جب خدا تعالیٰ نے یہ فرما دیا ہے کہ میں صبح کی نماز کے وقت مسجد میں ہر ایک کو اپنا جلوہ دکھاؤں گا۔ سوائے بیمار اور معذور کے اور جب خدا تعالیٰ نے یہ فرمایا دیا ہے کہ مَیں ظہر کی نماز کے وقت مسجد میں ہر ایک کو اپنا جلوہ دکھاؤں گا سوائے بیمار اور معذور کے اور جب خدا تعالیٰ نے یہ فرما دیا ہے کہ مَیں عصر کی نماز کے وقت مسجد میں ہر ایک کو اپنا جلوہ دکھاؤں گا سوائے بیمار اور معذور کے اور جب خدا تعالیٰ نے یہ

فرما دیا ہے کہ میں مغرب کی نماز کے وقت مسجد میں ہر ایک کو اپنا جلوہ دکھاؤں گا سوائے بیمار اور معذور کے اورجب خدا تعالیٰ نے یہ فرما دیا ہے کہ میں عشاء کی نماز کے وقت مسجد میں ہر ایک کو اپنا جلوہ دکھاؤں گا سوائے بیمار اور معذور کے۔تو اب جو شخص صبح کی نماز کے وقت چاہتا ہے کہ خدا تعالیٰ اس کے گھر پر جلوہ دکھائے سوائے اس کے کہ وہ بیمار اور معذور ہو، وہ خدا تعالیٰ کا جلوہ دیکھنے سے محروم رہے گا۔جو شخص ظہر کی نماز کے وقت چاہتا ہے کہ خدا تعالیٰ اس کے گھر پر جلوہ دکھائے سوائے اس کے کہ وہ بیمار اور معذور ہو وہ خدا تعالیٰ کا جلوہ دیکھنے سے محروم رہے گا۔جو شخص عصر کی نماز کے وقت چاہتا ہے کہ خدا تعالیٰ اس کے گھر پر جلوہ دکھائے سوائے اس کے کہ وہ بیمار اور معذور ہو وہ خدا تعالیٰ کا جلوہ دیکھنے سے محروم رہے گا۔جو شخص مغرب کی نماز کے وقت چاہتا ہے کہ خدا تعالیٰ اس کے گھر پر جلوہ دکھائے سوائے اس کے کہ وہ بیمار اور معذور ہو وہ خداتعالیٰ کا جلوہ دیکھنے سے محروم رہے گا۔جو شخص عشاء کی نماز کے وقت چاہتا ہے کہ خدا تعالیٰ اس کے گھر پر جلوہ دکھائے سوائے اس کے کہ وہ بیمار اور معذور ہو وہ خدا تعالیٰ کا جلوہ دیکھنے سے محروم رہے گا۔پس ہر وہ صبح کی نماز جو تم نے اپنے گھر پر پڑھی سوائے اس کے کہ تم بیمار تھے یا معذور تھے وہ نماز تم نے ضائع کر دی کیونکہ نماز کے معنے خدا تعالیٰ کی ملاقات کے ہیں اوروہ تم نے نہیں کی۔اسی طرح ہر وہ ظہر کی نماز جو تم نے گھر پر پڑھی سوائے اس کے کہ تم بیمار تھے یا معذور تھے تو وہ نماز تم نے ضائع کر دی۔ کیونکہ خدا تعالیٰ اس وقت مسجد میں تھا اور تم گھر پر تھے۔یہی حال اس عصر کی نماز کا ہے جو بیماری اور معذوری کے بغیر تم نے اپنے گھر پر پڑھی اور یہی حال اس مغرب کی نماز کا ہے جو بیماری اور معذوری کے بغیر تم نے اپنے گھر پر پڑھی اور یہی حال اس عشاء کا ہے جو بیماری اور معذوری کے بغیر تم نے اپنے گھر پر پڑھی اور اگر تم نے پانچوں نمازیں ہی اپنے گھر پر پڑھیں تو گویا پانچوں نمازوں میں خدا تعالیٰ کی ملاقات تمہیں نصیب نہیں ہوئی۔اور جبکہ نماز خدا کی ملاقات کے لئے ہی پڑھی جاتی ہے

اور یہ ملاقات تمہیں نصیب نہیں ہوئی تو تم نے خواہ مخواہ اپنا وقت ضائع کیا۔ اگر تم وہی دس یا پندرہ منٹ دنیا کے کسی کام میں صرف کر لیتے تو تمہیں کوئی فائدہ بھی ہو جاتا۔ مگر ان نمازوں کے پڑھنے سے تمہیں کچھ بھی حاصل نہیں ہو گا۔ پس اگر نمازیں پڑھنی ہوں اور ان سے وہ فوائد حاصل کرنے ہوں جو شریعت نے نمازوں کے بیان کئے ہیں تو تمہیں نمازوں کو ان کی شرائط کے ساتھ ادا کرنا چاہئے۔ اور جبکہ نماز کی غرض محض خدا تعالیٰ کی ملاقات ہے تو مَیں نہیں سمجھ سکتا کہ کوئی شخص یہ کس طرح کہہ سکتا ہے کہ فلاں امام الصلوٰۃ کے ساتھ چونکہ میری لڑائی ہے اس لئے مَیں نماز میں شامل نہیں ہو سکتا یا چونکہ میری فلاں سے لڑائی ہے اور وہ سیکرٹری ہے اس لئے مَیں نماز میں شامل نہیں ہو سکتا یا چونکہ میری فلاں سے لڑائی ہے اور وہ پریذیڈنٹ ہے اس لئے مَیں نماز میں شامل نہیں ہو سکتا یا چونکہ میری فلاں سے لڑائی ہے اور وہ قاضی یا محتسب ہے اس لئے مَیں نماز میں شامل نہیں ہو سکتا۔ آخر میں یہ تو خیال نہیں کر سکتا کہ یہ تمام لڑائیاں امام الصلوٰۃ کے ساتھ ہی ہیں۔ لازماً کسی کی لڑائی امام الصلوٰۃ کے ساتھ ہو گی، کسی کی قاضی کے ساتھ، کسی کی سیکرٹری کے ساتھ، کسی کی پریذیڈنٹ کے ساتھ اور کسی کی محتسب کے ساتھ۔ یہ تو ہو نہیں سکتا کہ امام ہی قاضی ہو، امام ہی محتسب ہو، امام ہی سیکرٹری ہو، امام ہی پریذیڈنٹ ہو اور امام ہی پرچی خوراک تقسیم کرنے والا ہو۔ اور چونکہ امام سے دشمنی ہو گئی اس لئے نماز میں بھی آنا چھوڑ دیا گیا۔ لازماً لوگوں کے دلوں میں یہی شکوہ ہو گا کہ چونکہ فلاں محتسب یا فلاں قاضی یا فلاں امورِ عامہ کا کارکن یا فلاں پرچی خوراک تقسیم کرنے والا مسجد میں نماز پڑھنے کے لئے آتا ہے اور اس سے ہماری دشمنی ہے اس لئے ہم مسجد میں نماز پڑھنے کے لئے نہیں جا سکتے۔ مگر کیا ایسے لوگوں سے خدا تعالیٰ قیامت کے دن یہ نہیں کہے گا کہ اب میری جنت میں قاضی یا محتسب یا سیکرٹری یا پریذیڈنٹ آنے لگا ہے اور چونکہ جہاں وہ ہو وہاں تم نہیں آ سکتے اس لئے تم جنت میں نہ آؤ بلکہ دوزخ میں چلے جاؤ۔ پھر کیا خدا ان لوگوں کو یہ نہیں کہے گا کہ

فلاں صبح کی نماز کے وقت مَیں مسجد میں گیا مگر تم میری ملاقات کے لئے نہ آئے اور اس لئے نہ آئے کہ فلاں قاضی اس مسجد میں نماز پڑھا کرتا تھا اور مَیں فلاں ظہر کی نماز کے وقت مسجد میں گیا مگر تم میری ملاقات کے لئے نہ آئے کیونکہ فلاں پرچی خوراک بانٹنے والا اس مسجد میں نماز پڑھا کرتا تھا۔ اور مَیں فلاں عصر کی نماز کے وقت مسجد میں گیا مگر تم میری ملاقات کے لئے نہ آئے کیونکہ فلاں محتسب اس مسجد میں نماز پڑھا کرتا تھا اور میں فلاں مغرب کی نماز کے وقت مسجد میں گیا مگر تم میری ملاقات کے لئے نہ آئے کیونکہ فلاں شخص جو تعلیم کا انتظام کرنے والا ہے وہ امام الصلوٰۃ تھا اور اس سے تمہاری دشمنی تھی۔ اور مَیں فلاں عشاء کی نماز کے وقت مسجد میں گیا مگر تم پھر بھی میری ملاقات کے لئے نہ آئے کیونکہ تم نے کہا کہ فلاں شخص جو امور عامہ سے تعلق رکھتا ہے مسجد میں موجود ہے۔ اور چونکہ میری اس سے دشمنی ہے اس لئے میں مسجد میں نہیں جا سکتا۔ تب خدا تعالیٰ فرمائے گا اب وہی محتسب، وہی قاضی، وہی امور عامہ کا نمائندہ، وہی امام الصلوٰۃ اور وہی خدام الاحمدیہ کے کارکن میری جنت میں جا رہے ہیں۔ اب بولو مَیں تمہیں کس طرح جنت میں لے جاؤں اور ان لوگوں کی مجلس میں شریک کر کے تمہارا دل دُکھاؤں جن کی موجودگی کی وجہ سے تم میری ملاقات کے لئے بھی مسجد میں نہ آئے۔ اب میرے لئے سوائے اس کے کیا چارہ ہے کہ میں تمہیں دوزخ میں بھیج دوں جہاں تم ان لوگوں کی شکل نہ دیکھ سکو۔ مگر کیا تم اس بات کو پسند کرو گے؟

پھر مجھے بتاؤ تو سہی کہ اللہ تعالیٰ نے ہم پر کتنا عظیم الشان فضل کیا کہ اس نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو جو اس کا آخری شرعی رسول ہے کامل کتاب اور کامل ہدایت اور کامل شریعت دے کر مبعوث کیا اور اسے مبعوث فرما کر دنیا میں مسجدیں قائم کیں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ اعلان کرا دیا کہ مَسْجِدِیْ اٰخِرُ الْمَسَاجِدِ [4] یعنی میری مسجد آخری مسجد ہے اور کوئی نہیں جو اس کے مقابلہ میں اپنی مسجد بنا سکے۔ اس نے عیسیٰ علیہ السلام کی بتائی ہوئی مسجد کو منسوخ کر دیا اور اس نے موسیٰ علیہ السلام کی بنائی

ہوئی مسجد کو منسوخ کر دیا اور اس نے کرشن علیہ السلام کی بنائی ہوئی مسجد کو منسوخ کر دیا اور اس نے رام چندر جی علیہ السلام کی بنائی ہوئی مسجد کو منسوخ کر دیا اور اس نے زرتشت علیہ السلام کی بنائی ہوئی مسجد کو منسوخ کر دیا اور اسی طرح اس نے ان تمام انبیاء کی مسجدوں کو منسوخ کر دیا جو آگے پیچھے آ چکے ہیں اور دنیا میں یہ اعلان کرا دیا کہ اب محمد ﷺ کی بنائی ہوئی مسجد ہی قائم رہے گی۔

پس تم بتاؤ کہ کیا تم حضرت کرشن علیہ السلام سے زیادہ خدا کو پیارے ہو؟ یا کیا تم حضرت رام چندر علیہ السلام سے زیادہ خدا کو پیارے ہو؟ یا تم آدم علیہ السلام سے زیادہ خدا کو پیارے ہو؟ یا تم نوح علیہ السلام سے زیادہ خدا کے پیارے ہو؟ یا تم موسیٰ علیہ السلام سے زیادہ خدا کے پیارے ہو؟ یا تم عیسیٰ علیہ السلام سے زیادہ خدا کے پیارے ہو کہ خدا نے ان کی مسجدوں کو تو منسوخ کر دیا مگر وہ تمہارے گھر کی بنی ہوئی مسجد کو قبول کرے گا۔ اس نے تو صاف طور پر کہہ دیا تھا کہ مَیں محمد ﷺ کی مسجد کو ہی قبول کروں گا۔ مگر تم کہتے ہو جی ہاں۔ یہ آدم کے متعلق ہے ہمارے متعلق نہیں۔ آدم کی مسجد بے شک خدا تعالیٰ قبول نہیں کر سکتا مگر محمد ﷺ کے مقابلہ میں ہماری مسجد کو وہ ضرور قبول کرے گا۔ اسی طرح نوح علیہ السلام کی مسجد اس نے بے شک منسوخ کر دی مگر ان بے چاروں کی کیا حیثیت تھی ان کی مسجد تو فِی الواقع اس قابل تھی کہ محمد ﷺ کی مسجد کے مقابلہ میں منسوخ کر دی جاتی مگر ہماری مسجد منسوخ نہیں ہو سکتی۔ اسی طرح اس نے عیسیٰ علیہ السلام کی مسجد کو منسوخ کر دیا مگر ہماری مسجد کو منسوخ نہیں کیا، اس نے موسیٰ علیہ السلام کی مسجد کو منسوخ کر دیا مگر ہماری مسجد کو منسوخ نہیں کیا، اس نے رام چندر کی مسجد کو منسوخ کر دیا مگر ہماری مسجد کو منسوخ نہیں کیا، اس نے کرشن کی مسجد کو منسوخ کر دیا مگر ہماری مسجد کو منسوخ نہیں کیا، اس نے زرتشت کی مسجد کو منسوخ کر دیا مگر ہماری مسجد کو منسوخ نہیں کیا۔ گویا دنیا جہان کی ساری مسجدیں محمد ﷺ کی مسجد کے آگے پھیکی پڑ گئیں۔ لیکن اس ایرے غیرے کی مسجد قائم ہے۔ اور یہ خیال کرتا ہے کہ

اسی مسجد میں نماز پڑھ کر وہ خد اتعالیٰ کا قُرب حاصل کر سکتا ہے۔ گویا دوسرے الفاظ میں وہ یہ کہتا ہے کہ آدم علیہ السلام اور نوح علیہ السلام اور دوسرے انبیاء کی کیا حیثیت تھی۔ وہ معمولی انسان تھے اور ان کی بنائی ہوئی مسجدیں خدا تعالیٰ نے منسوخ کر دیں۔ موسیٰؑ بھی ایک مسکین بندے تھے جن کی مسجد منسوخ کر دی گئی، داؤد علیہ السلام اور سلیمان علیہ السلام وغیرہ بھی بے حقیقت تھے جن کی مسجدیں خدا نے منسوخ کر دیں۔ اسی طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام بھی ایک معمولی انسان تھے جن کی مسجد منسوخ کر دی گئی۔ مگر میں اتنی شان کا آدمی ہوں کہ میری مسجد کبھی منسوخ ہی نہیں ہو سکتی اور اگر منسوخ ہو جائے تو خدا کی خدائی کس طرح باقی رہے۔ اب بتاؤ کیا تم سمجھتے ہو کہ تمہارا یہ نقطۂ نگاہ صحیح ہے اور کیا تم اسے خدا تعالیٰ کے سامنے پیش کر سکتے ہو۔ پھر سوچو قیامت کے دن جب محمد ﷺ یہ سوال کریں گے کہ مَیں نے مسجدیں اس لئے بنائی تھیں تا کہ مسلمان اکٹھے ہوں ان کے شکوے اور گلے دور ہوں اور گو وہ آپس میں جھگڑ بھی لیں مگر میرے ہاتھ پر اور میرے نام پر وہ دن رات میں پانچ دفعہ ایک مقام پر اکٹھے ہو جایا کریں پھر تم کیوں مسجدوں میں نہیں آیا کرتے تھے تو کیا اس سوال کے جواب میں تم یہ کہہ سکتے ہو کہ اے محمد ﷺ آپ ہمیں پیارے تو ہیں مگر اتنے نہیں کہ فلاں دشمن کے مقابلہ میں ہم آپ کے پیار کو ترجیح دے سکتے۔ اس کا بغض ہمارے دل میں اتنا زیادہ تھا کہ ہم نے آپ کی محبت کو نظر انداز کر دیا اور اس بغض کی وجہ سے مسجد میں جانا پسند نہ کیا۔ اب بتاؤ کہ کیا اس جواب کے بعد محمد ﷺ تمہیں اپنے حوضِ کوثر پر لے جائیں گے؟ اور کیا وہ تمہاری شفاعت کرنے کے لئے تیار ہو جائیں گے؟ کیا تم کہہ سکو گے کہ یا رسول اللہ فلاں عبد الرحمان یا فلاں فضل الٰہی کا بغض ہمارے نزدیک آپ کے پیار کے مقابلہ میں بہت اہمیت رکھتا تھا اور اسی وجہ سے ہم نے آپ کے پیار کو تو ردّ کر دیا اور اس کے بُغض کو اختیار کر لیا۔ اب یَا رَسُوْلَ اللّٰہ ہماری شفاعت کیجئے اور ہمیں کوثر کے انعامات میں سے حصہ دیجئے۔ محمد ﷺ تو تمہیں یہی کہیں گے کہ جاؤ اور اپنا

حصہ ان لوگوں کے پاس تلاش کرو جن کی محبت یا بُغض کے مقابلہ میں تم نے میری محبت کو قربان کر دیا۔ میری محبت تو تمہارے دلوں میں اتنی ہی تھی کہ تم نے کسی عبد الرحمان یا کسی فضل الٰہی یا کسی رشید احمد کے مقابلہ میں اسے ٹھکرا کر رکھ دیا اور جس مقام کو مَیں نے اجتماع کا ذریعہ قرار دیا تھا اس میں آنا تم نے پسند نہ کیا۔ پس اب تم مجھ سے کیا امید رکھتے ہو؟ آخر بتلاؤ کہ محمد ﷺ کی اس بات کا تم کیا جواب دو گے اور کس طرح تم اللہ تعالیٰ کے حضور سرخرو ہو سکو گے۔ مَیں نے یہ باتیں تمہیں اتنی کثرت اور اتنے تواتر کے ساتھ بتائی ہیں کہ اگر مَیں یہ باتیں پتھروں سے کہتا تو وہ پگھل جاتے، اگر مَیں دریاؤں سے یہ باتیں کہتا تو وہ لرز جاتے، اگر مَیں خشک ریگستانوں سے یہ باتیں کہتا تو ان کے کلیجے پھٹ جاتے مگر تم میں سے کچھ انسان ایسے ہیں کہ ان پر میری ان باتوں کا کوئی اثر نہیں۔ مَیں تمہیں اپنی باتیں نہیں سنا رہا بلکہ خدا کی باتیں سنا رہا ہوں۔ مجھے تم پر حکومت کا کوئی شوق نہیں۔ مَیں جو کچھ کہتا ہوں تمہاری بھلائی اور تمہارے فائدہ کے لئے کہتا ہوں۔ آخر دنیا میں مَیں نے مسجدیں نہیں بنائیں اور نہ مَیں نے نمازیں پڑھنے کا حکم دیا ہے۔ یہ تمام احکام خدا اور اس کے رسول کے ہیں۔ مَیں ان باتوں کے معاوضہ میں تم سے کوئی فیس وصول نہیں کرتا کہ تم یہ کہو کہ ہمیں باتیں بتا کر یہ خود فائدہ اٹھاتا ہے۔ مَیں خالص تمہاری بہبودی اور خیر خواہی کے لئے یہ باتیں کہتا ہوں مگر تم ہو کہ سمجھتے ہو خبر نہیں ان باتوں سے اسے کیا فائدہ ہو رہا ہے؟ آخر تمہارے پاس کوئی پارس نہیں اور نہ میں نے کوئی پیتل کی تختیاں بنوا کر مسجدوں میں رکھی ہوئی ہیں کہ مبادا تمہیں خیال ہو کہ ان تختیوں پر تم پاؤں رکھتے ہو تو وہ سونے کی بن جاتی ہیں۔ اور مَیں انہیں اپنے مصرف میں لے آتا ہوں۔ اگر تمہیں یقین نہ ہو تو تم مسجدوں کو اچھی طرح دیکھ لو۔ وہاں کوئی پیتل کی تختیاں پڑی ہوئی نہیں کہ تمہیں یہ خیال ہو کہ مَیں تمہیں نماز پڑھنے کی اس لئے تحریک کرتا ہوں کہ ان تختیوں پر تمہارا پاؤں پڑنے سے وہ پیتل سونا بن جائے گا اور پھر مَیں اسے اٹھا کر اپنے گھر لے آؤں گا۔

بلکہ سچ تو یہ ہے کہ جو شخص مسجد میں نماز پڑھنے کے لئے نہیں جاتا اس کے پَیر تو اگر سونے پر بھی پڑیں گے تو وہ لوہا بن جائے گا کجا یہ کہ پیتل کو وہ سونا بنا دے۔ بھلا جس شخص کے دل میں خدا اور اس کے رسول کی محبت نہیں اور جو اپنی قیمت تو زیادہ لگاتا ہے مگر خدا اور اس کے رسول کے احکام کی قیمت ادنیٰ قرار دیتا ہے اس کی خدا کے حضور کیا وقعت ہو سکتی ہے۔ وہ تو سونے کو بھی ہاتھ لگائے گا تو پیتل بن جائے گا۔ ایسا انسان بھلا مجھے کیا فائدہ پہنچا سکتا ہے اور خود اسے کیا فائدہ ہو سکتا ہے۔ پس مَیں جو کچھ کہتا ہوں تمہارے فائدہ کے لئے کہتا ہوں تا کہ جب تم مرو تو خدا تعالیٰ تمہیں یہ جواب نہ دے کہ ان کو میرے پاس سے نکال دو۔ ان کا مقام میری جنت نہیں بلکہ دوزخ ہے۔ ورنہ تمہارے جنت میں جانے سے مجھے کیا فائدہ ہو سکتا ہے؟ یا اگر تم دوزخ میں چلے جاؤ تو اس سے مجھے کیا نقصان ہو سکتا ہے؟ مَیں تو تمہاری بھلائی اور تمہاری خیر خواہی کے لئے کہہ رہا ہوں کہ اپنے طریقِ عمل پر غور کرو اور خدا کے احکام کو پس پشت نہ ڈالو۔ آخر کب تک تم میں یہ جھگڑے چلے جائیں گے؟ کب تک تم اپنی ذاتی عداوتوں کی وجہ سے اپنی روح کو نقصان پہنچاتے چلے جاؤ گے اور کب تک تم یہ سمجھو گے کہ واعظ جو کچھ کہتا ہے تمہارے فائدہ کے لئے کہتا ہے اپنے لئے نہیں کہتا۔ اگر انسان کا خدا پر ایمان ہو، محمد ﷺ پر ایمان ہو اور اس ایمان میں کسی قسم کے نِفاق کی آمیزش نہ ہو تو ایک دفعہ کا وعظ بھی اسے مدت العمر کے لئے کافی ہو سکتا ہے مگر تم میں سے بعض ہیں کہ انہیں روزانہ خدا تعالیٰ کے احکام سنائے جاتے ہیں اور پھر بھی وہ ان کی بجا آوری میں غفلت سے کام لیتے ہیں۔

پس توبہ کرو اور اگر غفلت کی وجہ سے تم نے نماز باجماعت چھوڑ رکھی ہے تو اپنی اس غفلت کو دور کرو اور اگر بے دینی کی وجہ سے تم نماز باجماعت نہیں پڑھتے تو استغفار کرو تا کہ خدا تعالیٰ تمہیں اس بے دینی سے بچائے۔ مسجدوں سے تو تمہیں اتنی محبت ہونی چاہئے کہ اگر کوئی شخص تمہیں جوتیاں مار مار کر بھی مسجد سے

نکالنا چاہے تو پھر بھی تم نہ نکلو اور اگر کوئی سیکرٹری یا قاضی یا محتسب یا پریذیڈنٹ تمہیں دھکّے دے کر بھی مسجد سے نکالنا چاہے تو تم اس کے آگے ہاتھ جوڑو اور کہو کہ مَیں ہر ذلّت برداشت کرنے کے لئے تیار ہوں مگر خدا کے لئے تم مجھے مسجد سے نہ نکالو۔ جب تم مسجدوں کے ساتھ اس رنگ میں اپنی محبت کا اظہار کرو گے اور جب ہر دکھ اور ہر درد تم بخوشی برداشت کرنے کے لئے تیار ہو جاؤ گے مگر مسجد سے علیحدگی ایک لمحہ کے لئے بھی برداشت نہیں کرو گے تب بے شک قیامت کے دن خدا تمہیں جنت میں داخل کرے گا اور اس قاضی یا محتسب یا سیکرٹری کو اپنی جنت سے نکال دے گا جس نے تمہیں مسجد سے دھکے دے کر باہر نکالا ہو گا۔ مگر وہ شخص جو کسی کے ساتھ عداوت رکھنے کی وجہ سے مسجد میں نہیں جاتا وہ اپنے دشمن کے لئے تو جنت کے دروازے کھولتا ہے اور اپنے لئے دوزخ کے۔ گویا اس کا دشمن دونوں طرح فائدہ میں رہا۔ اس جہان میں بھی اس نے اسے دکھ پہنچالیا اور اگلے جہان میں بھی جنت لے لی۔ لیکن یہ اس جہان میں بھی مسجد سے باہر رہا اور اگلے جہان میں بھی خدا تعالیٰ کی جنت کا مستحق نہیں بن سکے گا۔

پس ہر وہ شخص جو دوسرے شخص کو سوائے اس کے کہ کسی فتنہ یا خونریزی یا لڑائی کا اندیشہ ہو مسجد سے نکالتا ہے وہ اپنے لئے خدا تعالیٰ کی رحمت کا دروازہ بند کرتا ہے لیکن وہ شخص جو کسی کی عداوت کی وجہ سے مسجد میں نہیں جاتا وہ اپنے لئے تو اللہ تعالیٰ کی رحمت کے دروازے بند کرتا ہے اور دوسرے کے لئے اس کی رحمت کے دروازے کو کھولتا ہے۔ پس مَیں مسجد فضل سے تعلق رکھنے والے تمام لوگوں سے کہتا ہوں کہ وہ اپنی اصلاح کریں۔ شکایت کرنے والے دوست نے لکھا ہے کہ ہم ایسے لوگوں کے پاس واعظوں کو بھی لے گئے مگر ان پر کوئی اثر نہ ہوا۔ مَیں کہتا ہوں کہ اس معاملہ میں واعظوں کی کوئی ضرورت ہی نہیں تھی یہ تو ایسی چیز تھی کہ اگر کوئی واعظ اس سے روکتا تب بھی وہ اس کا مقابلہ کرتے۔ کُجا یہ کہ واعظ کہتا اور وہ اس کی بات کو ماننے سے انکار کر دیتے۔ بہرحال یہ انہیں کے فائدہ

کی بات ہے۔ اگر وہ اس کو سمجھ لیں تو خود فائدہ اٹھائیں گے اور اگر نہیں سمجھیں گے تو یہ اس بات کا ایک ثبوت ہو گا کہ ان کا احمدیت کا دعویٰ محض جھوٹا ہے اور وہ خدا تعالیٰ کی درگاہ میں ہرگز احمدی نہیں۔ مَیں نے دیکھا ہے جب مَیں کسی شخص کو کسی دینی نقص کی وجہ سے جماعت سے خارج کر دیتا ہوں تو وہ میری منتیں کرنے لگ جاتا ہے اور خط پر خط آنے شروع ہو جاتے ہیں کہ مجھے دوبارہ جماعت میں شامل کرلیا جائے حالانکہ میرا نکالا ہوُا تو ہو سکتا ہے کہ خدا کے حضور جماعت میں شامل ہو اور مَیں نے غلط فہمی سے اسے نکال دیا ہو مگر کیسا بدقسمت ہے وہ انسان جس کا نام خدا کی درگاہ میں تو احمدیت کی لسٹ میں سے کٹا ہوُا ہے مگر وہ اپنے آپ کو احمدی ہی سمجھتا ہے۔ پس توبہ کرو اور اپنی اصلاح کرو اور آج سے یہ قطعی فیصلہ کرلو کہ تم نے مسجد میں آنے سے نہیں رکنا۔ اگر تمہارا کوئی دشمن اس مسجد میں نماز پڑھنے کے لئے آتا ہے تو خدا کے حضور اپنی نیکیاں اس کی نیکیوں سے زیادہ کرنے کے لئے تمہیں تو چاہیئے کہ اگر وہ ایک دفعہ مسجد میں نماز کے لئے آتا ہے تو تم دو دفعہ آؤ۔ اگر وہ ظہر میں آتا ہے تو تم ظہر میں بھی آؤ اور عصر میں بھی آؤ اور اگر وہ ظہر اور عصر میں آتا ہے تو تم ظہر میں بھی آؤ ، عصر میں بھی آؤ اور مغرب میں بھی آؤ۔ اور اگر وہ ظہر، عصر اور مغرب تین نمازیں مسجد میں پڑھتا ہے تو تم ظہر، عصر، مغرب اور عشاء چار نمازیں مسجد میں پڑھو۔ اور اگر وہ چار نمازیں مسجد میں پڑھتا ہے تو تم پانچوں نمازیں مسجد میں پڑھو۔ اور اگر وہ پانچوں نمازیں مسجد میں پڑھتا ہے تو تم تہجد بھی مسجد میں آ کر پڑھا کرو تا کسی طرح تم خدا کے حضور اس سے بڑھ جاؤ اور خدا کے فضلوں کے اس سے زیادہ وارث بن جاؤ۔ لیکن اگر وہ تو مسجد میں آتا رہے اور تم مسجد میں نماز پڑھنا چھوڑ دو تو یہ اپنے ہاتھ سے اپنا ناک کاٹ لینے والی بات ہو گی۔ اس طرح تو اس نے دنیا میں بھی تمہیں دکھ دے لیا اور جنت میں بھی اپنا گھر بنا لیا۔ پس وہ جیتا یا تم جیتے؟

تیسری بات مَیں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ آج ہی ایک اخبار میں مَیں نے پڑھا ہے

کہ احمدیوں کی بھی عجیب حالت ہے وہ کئی سال سے یہ سوچ رہے ہیں کہ انہیں مسلم لیگ میں شامل ہونا چاہئے یا کانگرس میں۔ وہ اخبار نویس لکھتے ہیں جب احمدی ایک واجبُ الاطاعت امام مانتے ہیں تو اس سے کیوں نہیں پوچھ لیتے کہ وہ مسلم لیگ میں شامل ہوں یا کانگرس میں۔ اس پر سوچنے اور غور کرنے کی کیا ضرورت ہے۔

معلوم ہوتا ہے مضمون نگار صاحب کو اس بارہ میں کچھ غلط فہمی ہوئی ہے اور وہ خیال کرتے ہیں کہ شاید میرے منشاء کے بغیر مجلس شوریٰ میں یہ بحث ہو رہی ہے۔ حالانکہ یہ بحث میری پریذیڈنٹی اور میری صدارت میں میرے کہنے اور میری اجازت سے ہوتی ہے۔ پھر انہیں دوسری غلطی یہ لگی ہے کہ انہوں نے یہ سمجھ لیا ہے کہ جب کسی جماعت کا کوئی واجب الاطاعت امام ہو تو اسے مشورہ لینے کی کوئی ضرورت نہیں ہوتی۔ حالانکہ رسول کریم ﷺ فرماتے ہیں لَا خِلَافَةَ اِلَّا بِالْمَشْوَرَةِ 5 یعنی کوئی خلافت خلافت نہیں کہلا سکتی جس میں لوگوں سے مشورہ نہ لیا جاتا ہو۔ بے شک خلیفہ کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ مشورہ کو رد کر دے مگر اسے یہ اختیار حاصل نہیں کہ وہ مشورہ لے ہی نہیں۔ مشورہ کے صرف یہی معنے نہیں ہوتے کہ امام ان کی بات کو مان لے بلکہ مشورہ سے قوم کی دماغی حالت ترقی کرتی ہے۔ آخر رسول کریم ﷺ سے بڑھ کر خدا تعالیٰ سے علم پانے والا اور کون ہو سکتا ہے۔ آپ خدا تعالیٰ سے الہام پاتے تھے اور وحی الٰہی آپ کی راہنمائی فرماتی تھی مگر اِس کے باوجود آپ بھی مشورہ لیا کرتے تھے اب کیا اس بات پر تعجب کا اظہار کیا جا سکتا ہے کہ ایک رسول موجود ہے اور وہ بھی ایسا رسول جو تمام رسولوں کا سردار ہے اور خدا تعالیٰ کا آخری ہدایت نامہ اسی کے ذریعہ دنیا تک پہنچا ہے مگر پھر بھی وہ لوگوں سے مشورہ لیتا ہے۔ تاریخ میں ایسے کئی امور موجود ہیں جن میں رسول کریم ﷺ نے لوگوں سے مشورہ لیا اور بعض دفعہ تو مشورہ کو آپ نے اتنی اہمیت دی کہ اپنے منشاء کے خلاف اس پر عمل کیا۔ مثلاً جنگ احد سے پہلے رسول کریم ﷺ نے ایک خواب دیکھا جس کے معنے آپ نے یہ سمجھے کہ اس موقع پر ہمیں باہر نکل کر دشمن کا مقابلہ

نہیں کرنا چاہئے بلکہ مدینہ میں ٹھہر کر مقابلہ کرنا چاہئے آپ یہ رؤیا دیکھنے کے بعد باہر تشریف لائے اور صحابہؓ سے فرمایا کہ مَیں نے ایک خواب دیکھا ہے جس کا مفہوم مَیں یہ سمجھتا ہوں کہ ہمیں دشمن کا مقابلہ باہر نکل کر نہیں کرنا چاہئے ورنہ ہمیں نقصان ہو گا۔ اس پر کئی جوشیلے نوجوان کھڑے ہو گئے اور کہنے لگے یا رسول اللہ یہ نہیں ہونا چاہئے۔ ہم تو کفر میں بھی کسی سے نہیں ڈرے اب اسلام لانے کے بعد کس طرح ڈر سکتے ہیں؟ آپ مدینہ سے ہمیں باہر لے چلیں، ہم دشمن کا مقابلہ کریں گے۔ غرض انہوں نے خوب زور سے تقریریں کیں۔ جب تقریریں ہو چکیں تو رسول کریم ﷺ اندر گئے اور جنگ کا لباس پہن کر باہر تشریف لے آئے۔ اتنے میں جو بڈھے اور سمجھدار لوگ تھے انہوں نے نوجوانوں سے کہا کہ نا سمجھو تم نے یہ کیا حرکت کی۔ محمد ﷺ نے جب ایک بات کہی تھی اور اپنے ایک خواب کا ذکر کیا تھا تو تمہیں جوش میں نہیں آنا چاہئے تھا اور مشورہ دیتے وقت سوچ لینا تھا کہ کہیں وہ رسول کریم ﷺ کے منشاء کے خلاف تو نہیں۔ جب رسول کریم ﷺ نے اپنا عندیہ قبل از وقت ظاہر کر دیا تھا تو تمہیں ٹھنڈے دل سے اس پر غور کرنا چاہئے تھا نہ یہ کہ جوش میں آکر ایسی بات کہہ دیتے جو رسول کریم ﷺ کے منشاء کے خلاف ہے۔ یہ بات ان کی سمجھ میں بھی آ گئی۔ مخلص تو وہ تھے ہی صرف جوشِ محبت میں انہوں نے یہ کہہ دیا تھا۔ چنانچہ جب رسول کریم ﷺ باہر تشریف لائے تو سب کھڑے ہو گئے اور کہنے لگے یَا رَسُوْلَ اللّٰہ! ہم سے سخت غلطی ہوئی ہے جو کچھ آپ نے فرمایا وہی درست ہے دشمن کا مقابلہ مدینہ سے باہر نکل کر نہیں بلکہ مدینہ میں رہتے ہوئے کرنا چاہئے۔ اس پر رسول کریم ﷺ نے فرمایا جب خدا کا رسول ہتھیار لگا لیا کرتا ہے تو پھر وہ واپس نہیں لوٹتا۔ چنانچہ آپ باہر گئے اور وہ نقصان جس کی رؤیا میں خبر دی گئی تھی وقوع میں آ گیا۔6

اب بتاؤ کیا مَیں محمد ﷺ سے زیادہ اپنی جماعت سے فرمانبرداری کی امید کر سکتا ہوں کہ وہ تو اپنی جماعت سے مشورہ لے لیا کریں اور میں مشورہ نہ لیا کروں۔

ہماری جماعت کی تو ساری عظمت ہے ہی اسی بات میں کہ وہ محمد ﷺ اور آپ کے صحابہؓ کی نقل کرے۔ پس جب صحابہ سے رسول کریم ﷺ نے یہ معاملہ فرمایا کہ ان سے کئی موقعوں پر مشورہ لیا اور بعض دفعہ ان کا مشورہ اپنے منشاء کے خلاف ہونے کے باوجود قبول کر لیا تو کیا وجہ ہے کہ مَیں اپنی جماعت سے مشورہ نہ لیا کروں۔ حقیقت یہ ہے کہ اس کے بغیر جماعتوں کے دماغ مُردہ ہو جاتے ہیں اور یہی وجہ ہے کہ خدا نے نبوت کے وقت بھی مشورہ ضروری قرار دیا اور خلافت کے وقت بھی مشورہ ضروری قرار دیا۔ اگر نبوت کے زمانہ میں لوگ اسی طرح کرتے چلے جائیں جس طرح نبی کہے اور اس کی وفات کے بعد جس طرح خلیفہ کہے اسی طرح کرتے چلے جائیں اور ذاتی غور اور فکر سے کام نہ لیں تو ان کے دماغ تھوڑے ہی عرصہ میں بالکل بیکار ہو جائیں اور ان کی ذہنی قوتوں کا نشو و نما بالکل رک جائے ۔اسی لئے نبوت اور خلافت دونوں حالتوں میں مشورہ ضروری قرار دیا گیا ہے۔ ہاں نبی اور خلیفہ کو خدا تعالیٰ نے یہ اختیار بھی دیا ہے کہ جب وہ دیکھیں کہ کوئی بات ایسی پیش کی جا رہی ہے جو صریح طور پر دین کے خلاف ہے تو اسے ردّ کر دیں اور ان مشوروں پر عمل کریں جو مفید ہوں۔ غرض ایک واجب الاطاعت امام اور خلیفہ مان لینے کا یہ ہرگز مطلب نہیں ہوتا کہ جماعت اہم امور کے متعلق مشورہ نہ کیا کرے یا خلیفہ اہم امور میں ان سے مشورہ نہ لیا کرے۔ مشورہ ایک نہایت ضروری چیز ہے اور اس سے قوم کے اندر تفقہ کا مادہ بڑھتا اور ذہنی قوتوں سے کام لینے اور سوچنے اور غور کرنے کی عادت پیدا ہونے کی وجہ سے اس کا دماغ ترقی کرتا ہے اور یہی فرق ہے ایک ڈکٹیٹر اور نبی میں یا ڈکٹیٹر اور ایک خلیفہ میں۔ ڈکٹیٹر لوگوں کے ذہنوں کو مارنا چاہتے ہیں مگر خدا تعالیٰ کے نبی اور اس کے خلفاء لوگوں کے ذہنوں کو تیز کرنا چاہتے ہیں اور باوجود اس کے کہ وہ حکم دے سکتے ہیں کہ ایسا کرو اور ایسا نہ کرو وہ اس طرح حکم نہیں دیتے بلکہ ان سے مشورہ لینے کے بعد کام کرتے ہیں تا کہ ان کی دماغی قوتیں مُردہ نہ ہو جائیں اور جماعت میں غور اور فکر کرنے کی عادت

پیدا ہو۔ چنانچہ اگر کسی وقت غلط مشورہ ان کے سامنے پیش کر دیا جائے تو خلفاء اپنی جماعت کے افراد کو سمجھاتے ہیں کہ اس معاملہ میں تم نے فلاں غلطی کی ہے۔ گویا یہ ایک مدرسہ ہے جس میں روزانہ لوگوں کی تربیت ہوتی چلی جاتی ہے اور یہ اسلام کی برکات میں سے ایک بہت بڑی برکت ہے جو ہمیں حاصل ہے۔ ہماری جماعت چونکہ ایک غیر اسلامی گورنمنٹ کے ماتحت ہے اور چھٹیاں گورنمنٹ کے اختیار میں ہیں اس لئے ہم اپنی جماعت کے دوستوں کو مشورہ کے لئے سال میں صرف ایک دفعہ بلاتے ہیں لیکن مَیں سمجھتا ہوں سال میں صرف ایک مجلس شوریٰ کا انعقاد ہمارے لئے کافی نہیں ہو سکتا اگر ہر مہینے ہم ایک مجلس مشاورت منعقد کر سکیں بلکہ ہر مہینے کیا ہر پندرھویں دن ایک مجلس مشاورت منعقد کر سکیں تو یقیناً ہمارے کام زیادہ اعلیٰ رنگ میں ہونے شروع ہو جائیں۔ حقیقت یہ ہے کہ سال میں ایک دفعہ کا مشورہ ہمارے لئے کافی نہیں۔ یہ تو مجبوری کی وجہ سے ہم سال میں ایک دفعہ مجلس مشاورت منعقد کرتے ہیں ورنہ اگر ہم ہر مہینے یا ہر پندرھویں دن مجلس شوریٰ منعقد کر سکیں تو یقیناً ہمارے کام زیادہ اعلیٰ رنگ میں ہونے شروع ہو جائیں اور ہماری جماعت کی دماغی تربیت بھی زیادہ اعلیٰ ہو جائے۔ پس دوسروں کو تو یہ شکوہ ہے کہ سال میں ایک دفعہ مشورہ کیوں لیا جاتا ہے اور ہمیں یہ افسوس ہے کہ سال میں بارہ یا چوبیس دفعہ اپنی جماعت سے کیوں مشورہ نہیں لیا جاتا۔

اسی طرح ایک اور غلطی بھی ان اخبار نویس صاحب کو لگی ہے مگر مَیں اس میں انہیں معذور خیال کرتا ہوں اور مَیں سمجھتا ہوں کہ یہ ہمارے اخبارات کی غلطی ہے کہ انہوں نے اس بات کو واضح نہیں کیا۔ انہوں نے یہ سمجھا ہے کہ ہماری جماعت آجکل یہ فیصلہ کر رہی ہے کہ جماعت احمدیہ مِنْ حَیْثُ الْجَمَاعَةِ کانگرس میں شامل ہو یا مِنْ حَیْثُ الْجَمَاعَةِ مسلم لیگ میں شامل ہو حالانکہ ایسا کوئی سوال ہمارے زیر غور نہیں۔ انہوں نے اس بات پر حیرت اور تعجب کا اظہار کرتے ہوئے لکھا ہے کہ کیا یہ ممکن ہے کہ جماعت احمدیہ کا خلیفہ گاندھی جی کی

اتباع کرے گا؟ انہوں نے یہ بالکل سچ لکھا ہے اور واقعہ یہ ہے کہ جماعت احمدیہ کا خلیفہ، گاندھی جی کی کبھی اتباع نہیں کر سکتا بلکہ دنیا نے اگر کبھی اتباع کی تو جماعت احمدیہ کے کسی خلیفہ کی اتباع کرے گی۔ پس ان کی یہ بات بالکل صحیح ہے گاندھی جی کی اتباع جماعت احمدیہ کا خلیفہ ہرگز نہیں کر سکتا اور اگر کبھی اتباع کریں گے تو دوسرے لوگ ہماری جماعت کے خلیفہ کی کریں گے خلیفہ ان کی اتباع نہیں کرے گا۔ لیکن یہ تو سوال ہی پیش نہیں کہ خیال کیا جا سکے کہ اب جماعت احمدیہ کے خلیفہ کو گاندھی جی کی اطاعت کرنی پڑے گی۔ ہماری جماعت کے سامنے ہرگز یہ سوال نہیں کہ وہ مِنْ حَیْثُ الْجَمَاعَةِ کانگرس میں شامل ہو یا مسلم لیگ میں۔ اس بارہ میں انہیں غلط فہمی ہوئی ہے اور مَیں نے دیکھا ہے کہ ہماری جماعت کے بعض دوست بھی اس غلط فہمی میں مبتلا ہیں حالانکہ ہمارے سامنے ہرگز یہ سوال نہیں کہ ہم کانگرس میں مِنْ حَیْثُ الْجَمَاعَةِ شامل ہوں یا ہم مسلم لیگ میں مِنْ حَیْثُ الْجَمَاعَةِ شامل ہوں۔ ہم ایک مذہبی جماعت ہیں اور سیاسی نقطہ نگاہ سے ہماری کسی خاص جماعت سے وابستگی نہیں ہو سکتی سوائے اس کے کہ کوئی جماعت ایسی ہو کہ جس کے مفاد اور جس کے اغراض اور مقاصد ہماری جماعت کے اغراض اور مقاصد کے خلاف نہ ہوں۔ ایسی حالت میں ہم بے شک کُلّی طور پر ایسی جماعت سے وابستہ ہو سکتے ہیں مگر پھر بھی مِنْ حَیْثُ الْجَمَاعَةِ نہیں بلکہ ہم اپنی جماعت کے بعض افراد کو یہ اجازت دے سکتے ہیں کہ وہ اگر چاہتے ہیں تو فلاں سیاسی جماعت میں شامل ہو جائیں۔ ورنہ ہماری جماعت ایک مذہبی جماعت ہے اور یہ قطعی طور پر ناممکن ہے کہ بحیثیت جماعت ہم کانگرس یا مسلم لیگ میں شامل ہو جائیں۔ یہ سوال تو چند سالوں سے ہمارے سامنے ہے اس پر غور کرنے کی ہمیں اس لئے ضرورت پیش آئی کہ جماعت کے بعض نوجوانوں میں جو سیاست سے دلچسپی رکھتے ہیں یہ خیال پیدا ہوا کہ انہیں کسی نہ کسی سیاسی جماعت کے کاموں میں حصہ لینا چاہئے۔ بعض نے اپنے طور پر غور کر کے یہ نتیجہ نکالا کہ مسلم لیگ کی پالیسی اچھی ہے

اور بعض نے غور و فکر سے یہ نتیجہ نکالا کہ کانگرس زیادہ بہتر ہے۔ مذہبی جماعت ہونے کے لحاظ سے ہمارا اس سے کوئی تعلق نہیں ہو سکتا تھا کہ وہ انفرادی حیثیت میں کانگرس میں شامل ہوں یا مسلم لیگ میں شامل ہوں لیکن ایک سوال تھا جو ہمارے سامنے تھا اور وہ یہ کہ آیا کانگرس اور مسلم لیگ میں کوئی ایسی بات تو نہیں جو مذہبی لحاظ سے ہمارے اصول کے خلاف ہو اور اگر ہو تو ہمارا حق ہے کہ ہم اپنی جماعت کے افراد کو ایسی جماعت میں شامل ہونے سے منع کر دیں اور کہہ دیں کہ وہ کانگرس یا مسلم لیگ میں شامل نہ ہوں کیونکہ اس کے فلاں اصول ہمارے فلاں مذہبی اصول کے خلاف ہیں۔ پس یہ جو ہمارا حق ہے کہ ہم اپنی جماعت کے کسی فرد کو کسی ایسی سیاسی جماعت میں شامل نہ ہونے دیں جس کے اصول ہمارے اصول سے ٹکراتے ہوں۔ اس حق سے صحیح رنگ میں فائدہ اٹھانے کے لئے ہم نے یہ سوال اپنی مجلس شوریٰ میں پیش کر دیا تاکہ اس کے تمام پہلوؤں پر غور ہو جائے۔ اور ہم اپنی جماعت کے افراد کو بتا سکیں کہ فلاں جماعت میں شامل ہونے میں کوئی حرج نہیں اور فلاں جماعت میں شامل ہونے میں حرج ہے۔

مجھے یاد ہے مسٹر مانٹیگو وزیر ہند جب ہندوستان میں آئے تو اس وقت ایک بہت بڑے احمدی زمیندار ہماری جماعت کی طرف سے ایک وفد میں پیش ہوئے۔ اسی طرح زمینداروں نے بھی اپنا ایک وفد بھجوانے کی تجویز کی اور انہوں نے چاہا کہ وہ زمیندار احمدی بھی ان کے وفد میں شامل ہو جائیں۔ انہوں نے چونکہ بعض فوجی خدمات کی ہوئی تھیں اس لئے زمیندار دوست چاہتے تھے کہ انہیں اپنے وفد میں شامل کریں۔ وہ تھے تو اَن پڑھ مگر ان میں اخلاص بہت تھا۔ جب زمینداروں نے ان سے اپنے وفد میں شامل ہونے کے لئے کہا تو انہوں نے جواب دیا کہ جب تک مجھے خلیفۃ المسیح اجازت نہ دیں مَیں اس وفد میں شامل نہیں ہو سکتا چنانچہ زمینداروں کے وفد کے سیکرٹری جو آجکل پنجاب میں بہت بڑی حیثیت رکھتے ہیں (مَیں ان کا نام نہیں لیتا) میرے پاس آئے اور کہنے لگے کہ آپ راجہ صاحب کو

ہمارے وفد میں شامل ہونے کی اجازت دیں۔ مَیں نے کہا مَیں اجازت تو دے دوں مگر مَیں ڈرتا ہوں کہ ہماری جماعت کے میمورنڈم میں تو کچھ اور لکھا ہوا ہو اور آپ کے میمورنڈم میں کچھ اور لکھا ہوا ہو اور جب یہ دونوں طرف سے وفد میں پیش ہوں تو وزیر ہند کہیں کہ یہ عجیب آدمی ہیں کہ فلاں وفد میں بھی شامل ہو کر آ گئے ہیں اور اس وفد میں بھی شریک ہو گئے ہیں۔ پس میں نے کہا اگر آپ کی یہ خواہش ہے کہ وہ آپ کے وفد میں شریک ہوں تو آپ اپنا میمورنڈم مجھے دیں تا کہ مَیں دیکھ لوں کہ اس میں کوئی بات ہمارے میمورنڈم کے خلاف تو نہیں۔ چنانچہ انہوں نے میمورنڈم دیا اور مَیں نے پڑھنے کے بعد انہیں کہا کہ اس میں ایک دو باتیں ہمارے خلاف ہیں ان کو کاٹ دیں تو مَیں انہیں شامل ہونے کی اجازت دے سکتا ہوں۔ انہوں نے ان باتوں کو کاٹ دیا اور مَیں نے انہیں شمولیت کی اجازت دے دی۔

تو اگر کسی پارٹی کی پالیسی ہماری جماعت کی پالیسی کے خلاف ہو اور پھر بھی ہمارے آدمی اس میں شامل ہوں تو یہ بات عقل کے بالکل خلاف ہو گی مثلاً ایک طرف تو وہ جماعت احمدیہ میں داخل ہوں جس کا مقصد اور ہے اور دوسری طرف وہ ایک ایسی سیاسی جماعت میں شامل ہوں جس کا مقصد احمدیت سے ٹکراتا ہو تو ہر شخص انہیں احمق اور بیوقوف قرار دے گا پس ان حالات میں ہمارے لئے ضروری تھا کہ ہم ایسا انتظام کرتے کہ ہمیں دونوں جماعتوں کی پالیسی کے متعلق صحیح علم حاصل ہو جاتا۔ اگر ہمیں یقین ہو جاتا کہ یہ دونوں جماعتیں اسلام اور احمدیت کے اصول کے خلاف نہیں تو ہم اپنی جماعت کے دوستوں سے کہہ سکتے تھے کہ وہ جس میں چاہیں شامل ہو جائیں۔ چاہیں تو مسلم لیگ میں شامل ہو جائیں اور چاہیں تو کانگرس میں شامل ہو جائیں اور اگر ایک جماعت کے مقاصد ہمارے مطابق ہوتے اوردوسری کے نہ ہوتے تو ہم کہہ سکتے تھے کہ فلاں جماعت میں تو تمہیں شامل ہونے کی اجازت ہے مگر فلاں جماعت میں شامل ہونے کی اجازت نہیں کیونکہ اس کے مقاصد ہمارے مقاصد کے خلاف ہیں اور اگر دونوں جماعتوں کے مقاصد ہمارے خلاف ہوتے تو

ہم دونوں میں شامل ہونے سے روک دیتے۔ بہرحال تین صورتیں ہمارے سامنے تھیں یا تو ہم دونوں میں شامل ہونے کی اجازت دے دیتے اس صورت میں کہ دونوں کے مقاصد ہمارے مقاصد کے مطابق ہوتے یا ہم دونوں میں شامل ہونے سے روک دیتے اس صورت میں کہ دونوں کے مقاصد ہمارے مقاصد کے خلاف ہوتے اور یا ہم دونوں میں سے کسی ایک میں اپنی جماعت کے افراد کو شامل ہونے کی اجازت دے دیتے اس صورت میں کہ ایک کے مقاصد تو ہمارے خلاف ہوتے اور دوسری کے مقاصد ہمارے خلاف نہ ہوتے۔ اب ہم نے اس کے متعلق جو بہترین تجویز کی وہ یہ ہے کہ ہم نے دو بڑے بڑے امور کے لئے ایک ایسا تھا جو مسلم لیگ سے تعلق رکھتا تھا اور ایک ایسا تھا جو کانگرس سے تعلق رکھتا تھا۔ مسلم لیگ سے تعلق رکھنے والا امر یہ تھا کہ پنجاب مسلم لیگ کی پارلیمنٹری کمیٹی نے یہ فیصلہ کیا تھا کہ کوئی احمدی مسلم لیگ کی طرف سے ممبر نہیں بن سکتا۔ اس کے ساتھ ہی ہر ممبر سے یہ اقرار لیا جاتا تھا کہ وہ اسمبلی میں جا کر یہ تحریک کرے گا کہ احمدی لوگ مسلمان نہیں ہیں اور انہیں مسلمانوں سے الگ فرقہ سمجھا جائے۔ اب یہ بات بالکل ظاہر ہے کہ اس قانون کی موجودگی میں کوئی احمدی مسلم لیگ میں شامل نہیں ہو سکتا۔ جب مسلم لیگ کی طرف سے ہر ممبر سے یہ عہد لیا جاتا تھا کہ وہ اسمبلی میں جا کر اس بات کا فیصلہ کرائیں کہ احمدی مسلمان نہیں ہیں تو کون بے غیرت احمدی ہو گا جو ایسی پارٹی میں شریک ہو اور کیا احمدی اسمبلی میں جا کر یہ کوشش کرے گا کہ اپنے احمدیوں کو ہی مسلمانوں سے الگ قرار دے۔ دوسری طرف کانگرس سے ہم نے سوال کیا کہ تم ہمیں یہ تسلی دلا دو کہ کانگرسی حکومت میں مذہب کی تبدیلی کی اجازت ہو گی یعنی ایک ہندو کو یہ اجازت ہو گی کہ وہ اگر چاہے تو ہندو مذہب کو ترک کر کے مسلمان ہو جائے ایک عیسائی کو یہ اجازت ہو گی کہ وہ اگر چاہے تو عیسائی مذہب کو ترک کر کے مسلمان ہو جائے اور ایک سکھ کو یہ اجازت ہو گی کہ وہ اگر چاہے تو سکھ مذہب کو ترک کر کے مسلمان ہو جائے۔ غرض

تبدیلیٔ مذہب پر کوئی پابندی عائد نہیں ہو گی۔ہم نے یہ دونوں سوال ان کے سامنے رکھ دیئے مسلم لیگ کے سامنے بھی اور کانگرس کے سامنے بھی۔ہماری غرض یہ تھی کہ اگر یہ ثابت ہو جائے کہ کانگرس مذہب میں دخل اندازی کرنا نہیں چاہتی اور مسلم لیگ بھی ہمیں مسلم لیگ کے داخلہ کے حق کی حد تک ہمیں مسلمان سمجھتی ہے تو ہم انفرادی رنگ میں اپنی جماعت کے دوستوں کو اجازت دے دیں کہ وہ اس شرط کے ماتحت کہ احمدی اصولوں کے خلاف نہ چلیں جس جماعت میں چاہیں شامل ہو جائیں اور اگر یہ ثابت ہوجائے کہ کانگرس مذہب میں دخل اندازی کرنا چاہتی ہے اور مسلم لیگ ہمیں مسلمان نہیں سمجھتی تو پھر دونوں میں شامل ہونے کی اجازت نہ دیں۔میرا مطلب یہ تھا کہ اس طرح کانگرس اور مسلم لیگ دونوں کا پول کھل جائے گا۔ورنہ میں جانتا تھا کہ نہ کانگرس اس طرف آئے گی اور نہ مسلم لیگ اس طرف آئے گی۔چنانچہ تین سال کانگرس سے خط و کتابت کرتے کرتے گزر گئے مگر آج تک وہ یہ کہنے کے لئے تیار نہیں ہوئی کہ کانگرسی حکومت میں مذہب تبدیل کرنے کی اجازت ہو گی۔وہ یہی کہے چلے جاتے ہیں کہ ہمارا فلاں ریزولیوشن دیکھ لو۔ ہم ان سے کہتے ہیں یہ ریزولیوشن تم نے بنایا ہے اور تم ہی اس کے مطلب کو اچھی طرح جانتے ہو۔پس تم ہمیں یہ بتاؤ کہ آیا اس ریزولیوشن کے یہی معنے ہیں کہ ہر شخص کو تبدیلیٔ مذہب کی اجازت ہو گی؟ مگر وہ کہتے ہیں ہم کچھ نہیں کہہ سکتے خود ریزولیوشن پڑھ کر نتیجہ نکال لو۔اس کا مطلب کانگرس ہی بیان کر سکتی ہے۔ہم کہتے ہیں کانگرس کے ہم سیکرٹری نہیں بلکہ تم ہو۔ پس تم کانگرس سے پوچھ کر ہی ہم کو بتا دو کہ اس ریزولیوشن کا کیا مفہوم ہے اور آیا تبدیلیٔ مذہب کی اجازت اس میں آتی ہے یا نہیں مگر وہ نہ تو ریزولیوشن کا مفہوم بتاتے ہیں نہ ہمارے سوال کا صحیح جواب دیتے ہیں اور نہ کانگرس کے سامنے ہی یہ معاملہ پیش کرتے ہیں۔یہی حال مسلم لیگ کا ہے جب ان سے کہا جاتا ہے کہ تمہاری ایک کمیٹی نے یہ قانون بنایا ہوا ہے اس کا کوئی علاج کرو تو کہتے ہیں یہ قانون صرف پنجاب میں ہے اور کہیں نہیں۔ مگر جب ہم

کہتے ہیں کہ اس قانون کی موجودگی میں ہمیں کس طرح اعتبار آ سکتا ہے کہ آئندہ کوئی ایسا قانون دوسری مجالس نہیں بنائیں گی۔ صاف طور پر کیوں یہ اعلان نہیں کر دیتے کہ جو شخص اپنے آپ کو مسلمان کہتا ہے مسلم لیگ کے داخلہ کے لحاظ سے وہ مسلمان سمجھا جائے گا تو کہتے ہیں مصلحت نہیں کہ اس قسم کا اعلان کیا جائے۔ ہم کہتے ہیں اس مصلحت کے یہی معنے ہیں کہ جب کام کا موقع آئے تو ہم سے کام لیتے چلے جاؤ اور جب حقوق کا سوال پیدا ہو تو کہہ دو کہ ہم تمہیں مسلمان نہیں سمجھتے۔

غرض ان دونوں جماعتوں نے اپنے رویہ سے یہ ثابت کر دیا ہے کہ ان کی نیت نیک نہیں۔ کانگرس نے ہماری تین سال کی متواتر خط و کتابت کے بعد آج تک یہ تسلیم نہیں کیا کہ تبلیغ کی اجازت کو وہ تسلیم کرتی ہے اور تبدیلیٔ مذہب پر کوئی پابندی عائد نہیں کرتی۔ درحقیقت وہ جانتے ہیں کہ اگر تبلیغ کی اجازت ہوئی تو ہندوؤں نے ہی مسلمان ہونا ہے مسلمانوں نے ہندو نہیں ہونا۔ پس وہ تبدیلیٔ مذہب کی اجازت دیتے ہوئے ڈرتے ہیں لیکن بہرحال جب تک وہ اس کا کھلے بندوں اقرار نہیں کرتے کہ تبدیلیٔ مذہب پر وہ کوئی پابندی عائد نہیں کرتے اس وقت تک کوئی احمدی کانگرس میں شامل نہیں ہو سکتا۔

اسی طرح جب تک مسلم لیگ کے ارکان صاف طور پر یہ اعلان نہیں کر دیتے کہ احمدیوں کو بھی وہ مسلمان سمجھتے ہیں اور اسی طرح ہر اس شخص کو جو مسلمان کہلاتا ہو اغراض مسلم لیگ کے لئے وہ مسلمان قرار دیتے ہیں اس وقت تک کوئی احمدی مسلم لیگ میں شامل نہیں ہو سکتا۔

وہ بہانہ بناتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اس قسم کا اعلان مصلحت کے خلاف ہے حالانکہ مصلحت کے خلاف ہونے کے معنے یہی ہیں کہ اگر انہوں نے ایسا اعلان کیا تو کثرت سے مسلمان مخالف ہو جائیں گے اور اگر مسلم لیگ کے اکابر کے نزدیک مسلمانوں کی کثرت نے ہماری مخالفت ہی کرنی ہے تو ایسی جماعت میں شامل ہونے کی ہمیں دعوت دینا ان کے لئے جائز ہی کس طرح ہو سکتا ہے؟ اور احمدیوں میں سے

کسی کا اس میں داخل ہونا مناسب ہی کس طرح ہو سکتا ہے؟ حق یہ ہے کہ جب مسلمانوں کے متعلق اکابر مسلم لیگ یہ سمجھتے ہیں کہ ان کی کثرت نے کل شور مچا دینا ہے کہ احمدی مسلمان نہیں ان کو لیگ سے باہر نکال دیا جائے تو ان کی دیانت داری کا یہ تقاضا ہونا چاہئے کہ وہ مسلمانوں کی کثرت سے فیصلہ کرائے بغیر احمدیوں کو مسلم لیگ میں شامل ہی نہ کریں۔

وہ یہ سب کچھ جاننے کے باوجود ہمیں لیگ میں شامل کرنا چاہتے ہیں۔ جب وہ سمجھتے ہیں کہ مسلمانوں کی اکثریت ہمارے مسلم لیگ میں شامل ہونے کو پسند نہیں کرتی اور جب وہ سمجھتے ہیں کہ ہمارے شامل ہونے سے ان میں فتنہ پڑ جائے گا تو آخر کیوں ہم کو مسلم لیگ میں شامل کرنا چاہتے ہیں۔ ان کو چاہئے کہ وہ یہ اعلان کر دیں کہ مسلم لیگ کے کارکن تو چاہتے ہیں کہ احمدی لیگ میں شامل ہو جائیں اور مسلم لیگ کے کارکن احمدیوں کو سیاسی نقطہ نگاہ سے مسلمان ہی سمجھتے ہیں مگر چونکہ دوسرے مسلمان احمدیوں کو مسلمان نہیں سمجھتے اور وہ ان کی مسلم لیگ میں شمولیت کو پسند نہیں کرتے اس لئے کارکن بھی احمدیوں کو لیگ میں شامل نہیں کرسکتے۔ یہ دیانت داری نہیں کہ دونوں نے ایسا رویہ اختیار کیا ہوا ہے جو لوگوں کو دھوکا میں ڈالنے والا ہے۔ چنانچہ کانگرس نے تو اپنے ایک ریزولیوشن کی پناہ لی ہوئی ہے اور جب مذہبی آزادی کا سوال ان کے سامنے رکھا جاتا ہے تو کہہ دیا جاتا ہے کہ اس ریزولیوشن میں کانگرس کی پالیسی بیان ہو چکی ہے اور جب ہم کہتے ہیں کہ اس ریزولیوشن کا مفہوم واضح کرو تو کہہ دیتے ہیں کہ مفہوم خود سمجھتے رہو الفاظ آپ کے سامنے ہیں۔ اور مسلم لیگ کی یہ حالت ہے کہ وہ ہمیں مسلمان سمجھنے کے لئے بھی تیار نہیں۔ بلکہ مسلم لیگ نے ہمیں یہاں تک لکھا کہ آپ مسلمان کی تعریف مبہم ہی رہنے دیں تو زیادہ بہتر ہے کیونکہ اس میں ہی مصلحت ہے۔ اس کے صاف معنے یہ ہیں کہ انہیں مسلمانوں کا خوف ہے اور وہ ڈرتے ہیں کہ اگر ہم نے احمدیوں کو بھی مسلمان قرار دے دیا تو فساد پیدا ہو جائے گا اور جبکہ ان کے نزدیک احمدیوں کو مسلمان

قرار دینے سے فساد پیدا ہونے کا اندیشہ ہے تو آخر وجہ کیا ہے کہ ہم مسلم لیگ میں شامل ہوں اور کیوں ہم آج ہی اس فساد کی فکر نہ کریں جس نے کل پیدا ہونا ہے۔ پس ہماری غرض پوری ہو چکی ہے۔ ہم کانگرس سے بھی خط و کتابت کر چکے ہیں اور مسلم لیگ سے بھی۔ ہماری جماعت میں سے جو لوگ انفرادی طور پر کانگرس میں شامل ہونے کے خواہشمند تھے انہیں یہ معلوم ہو چکا ہے کہ کانگرس مذہبی آزادی کی حامی نہیں اور وہ تبدیلیٔ مذہب کو جائز نہیں سمجھتی۔ اور اس بات کی موجودگی میں وہ کبھی کانگرس میں شامل نہیں ہو سکتے۔ اسی طرح مسلم لیگ میں شامل ہونے کے جو لوگ خواہشمند تھے انہیں یہ بات معلوم ہو چکی ہے کہ مسلم لیگ ہمیں سیاسی طور پر بھی مسلمان سمجھنے کے لئے تیار نہیں۔ پس جب تک مسلم لیگ اپنے اس قانون کو نہیں بدلتی اور اغراض لیگ کے لحاظ سے ان تمام لوگوں کو مسلمانوں نہیں سمجھتی جو اپنے آپ کو مسلمان سمجھتے ہیں اس وقت تک احمدی مسلم لیگ میں شامل نہیں ہو سکتے۔ اور مسلم لیگ والوں کا یہ کوئی حق نہیں کہ وہ اس قانون کی موجودگی میں ہمیں اپنے اندر شامل کرنے کی تحریک کریں۔ اگر وہ سمجھتے ہیں کہ ملک کی رائے عامہ کو وہ قابو میں رکھ سکتے ہیں تو انہیں دلیری کے ساتھ اس امر کا اظہار کرنا چاہئے کہ جو لوگ اپنے آپ کو مسلمان کہتے، محمد ﷺ کی طرف اپنے آپ کو منسوب کرتے اور قرآن کریم کو اپنی شرعی کتاب تسلیم کرتے ہیں ان تمام کو مسلم لیگ اپنے قواعد و ضوابط کے لحاظ سے مسلمان سمجھتی ہے اور ان کو اپنے اندر داخل کرنے کے لئے تیار ہے اور اگر مسلم لیگ کے ارکان یہ خیال کرتے ہیں کہ وہ عوام الناس کو اپنے پیچھے نہیں چلا سکتے تو دیانت یہ چاہتی ہے کہ وہ ایسا دعویٰ نہ کریں جس کو پورا کرنے کی ان میں طاقت نہ ہو۔

یہ بات مَیں نے کھول کر اس لئے بیان کر دی ہے کہ میں نے دیکھا ہے جماعت کے بعض دوست بھی اس غلط فہمی میں مبتلا ہیں کہ گویا بحیثیت جماعت کانگرس یا مسلم لیگ میں شامل ہونے کا کوئی سوال ہمارے زیر غور ہے۔ حالانکہ

بحیثیت جماعت کانگرس یا مسلم لیگ میں شامل ہونے کا کوئی سوال ہمارے زیر غور نہیں۔ ہم ایک مذہبی جماعت ہیں سیاسی جماعت نہیں۔ پھر ہمارا پروگرام کانگرس یا مسلم لیگ کا پروگرام کس طرح ہو سکتا ہے۔ دنیا میں وہی جماعت کسی اور جماعت میں بحیثیت جماعت شریک ہو سکتی ہے جس کا پروگرام کُلّی طور پر دوسری جماعت کے پروگرام کے مطابق ہو مگر ہمارے پروگرام اور کانگرس اور مسلم لیگ کے پروگرام میں تو زمین وآسمان کا فرق ہے۔ ہمارا کام یہ ہے کہ ہم تبلیغ کریں، رسول کریم ﷺ کے احکام لوگوں تک پہنچائیں۔ قرآن کریم کے علوم سے لوگوں کو واقف کریں۔ مسلمانوں کے دلوں میں خدا تعالیٰ کی محبت پیدا کریں اور اسلام اور احمدیت کی اشاعت کریں۔ یہ نہ کانگرس کا پروگرام ہے اور نہ مسلم لیگ کا پروگرام ہے۔ پھر بحیثیت جماعت ہم کس طرح کانگرس یا مسلم لیگ میں شامل ہو سکتے ہیں؟ مَیں نے جیسا کہ بتایا ہے صرف افراد کا سوال زیر غور ہے مگر اس کے متعلق بھی تین سال کی خط وکتابت کے بعد یہ ظاہر ہو چکا ہے کہ کانگرس دنیا کو دھوکا دے رہی ہے اور وہ مذہبی آزادی کی ہرگز قائل نہیں۔ اسی طرح مسلم لیگ کے متعلق بھی یہ امر ظاہر ہو چکا ہے کہ اس کے کرتاؤں دھرتاؤں میں یہ ہرگز ہمت نہیں کہ وہ عوام کی اصلاح کے لئے کوئی قدم اٹھا سکیں اور ان تمام لوگوں کو اغراض سیاست کے لئے مسلمان قرار دیں جو اپنے آپ کو مسلمان سمجھتے ہیں اور شریعت اسلامیہ کو اپنے لئے واجب العمل قرار دیتے ہیں ان کے جوابات ہمارے پاس موجود ہیں ان کو جب ہم نے شائع کیا تو دنیا کو پتہ لگ جائے گا کہ مسلم لیگ کے بعض ارکان صرف وقت کو ٹالنا چاہتے ہیں اور نہ صرف وقت کو ٹالنا چاہتے ہیں بلکہ دنیا کو یہ بھی معلوم ہو جائے گا کہ مسلم لیگ کے دفتر میں ایک ایسا عنصر موجود ہے جو بڑا ہی بد تہذیب ہے۔''

(الفضل 23۔اپریل 1941ء)

---

1 ابن ماجہ کتاب الدعاء باب مَا یَدْعُوْ بِہِ الرَّجُل اِذَا رَأَی السَّحَابَ وَ الْمَطَرَ

2 ابوداؤد ابواب النَّوْم بَاب فِی الْمَطَرِ

3 فَمَنْ يَّكْفُرْ بَعْدُ مِنْكُمْ فَاِنِّيْٓ اُعَذِّبُهٗ عَذَابًا لَّآ اُعَذِّبُهٗٓ اَحَدًا مِّنَ الْعٰلَمِيْنَ۔ المائدہ: 116

4 مسلم کتاب الحج باب فَضْلُ الصَّلٰوةِ بِمَسْجِدِ مَكَّةَ وَمَدِيْنَةَ

5 کنز العمال جلد 5 صفحہ 648 مطبوعہ حلب 1971ء میں لَا خِلَافَةَ اِلَّا عَنْ مَّشْوِرَةٍ کے الفاظ ہیں۔

6 السيرة الحلبية جلد2 صفحہ 230 تا 232 مطبوعہ مصر 1936ء